اداریہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب نوراللہ مرقدہ اپنے رب کے حضور میں

محمد مسعود عزیزی ندوی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس صاحب اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک تھے، وہ زبردست محدث، متبحر عالم اور علم حدیث پر مکمل دسترس رکھنے والے اللہ کے ولی تھے، ان کی زندگی صرف اور صرف علم حدیث، طلبہ حدیث اور مظاہر علوم کے لئے وقف تھی، ان کے تقوی وطہارت، ان کی صلاحیت اور علمیت اور ان کی محدثانہ شان اور ان کے علوم ومعارف کے اکابر بھی قائل ومعترف تھے، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں صاحب ندوی نوراللہ مرقدہ آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے اور آپ کی قدر کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب ندوہ میں قادیانیت کے خلاف عالمی کانفرنس ہوئی تو حضرت مفکر اسلام کے ساتھ ہندوستان سے مولانا یونس ہی نمائندگی کررہے تھے، وہ اس طرح کہ ایک طرف امام حرم شیخ محمد عبداللہ السبیل اور امام مسجد اقصی اور دوسری طرف حضرت مفکر اسلام اور مولانا یونس صاحب تھے، اور مولانا محمد یونس صاحب کو بھی ندوہ اور اہل ندوہ سے کافی مناسبت تھی، مولانا یونس صاحب مستجاب الدعوات بھی تھے، بعض قریبی لوگوں نے ان کے اس سلسلہ میں کئی واقعات نقل کئے، بعض اہل تعلق نے ایسے واقعات بتلائے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قطب یا ابدال تھے، شیخ رقیق القلب تھے، مگر ان کے مزاج میں حدت بھی تھی، اس لئے بعض مرتبہ وہ لوگوں کو ڈانٹ بھی دیتے تھے، جس سے بعض لوگ ان کو بداخلاق سمجھتے تھے، اگرچہ بعد میں موقع ملنے پر شیخ معافی بھی مانگ لیا کرتے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث کی پیدائش ۲۵/رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲/اکتوبر ۱۹۳۷ء کو ہوئی، مظاہر علوم میں تعلیم مکمل فرمائی، اور ۱۳۸۱ھ سے مظاہر علوم میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینا شروع کیا، جو مسلسل ۵۷/سال تک ممتد رہا یہاں تک کہ ۱۱/جولائی ۲۰۱۷ء کو اپنے مالک سے جاملے، حضرت شیخ الحدیث بہت سی خصوصیات کے حامل عالم دین تھے، اللہ تعالی نے ان کے اندر علم میں گہرائی اور گیرائی اور حدیث میں مہارت رکھی تھی، آپ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے خلیفہ اور حدیث میں ان کے جانشین تھے، آپ کا درس بڑا شیریں، پرمغز، تحقیقی اور سلف وخلف کے اقوال سے مزین ہوتا تھا، اس طرح حضرت شیخ اپنی علمی وروحانی خصوصیات کے ساتھ جلال وجمال کے پیکر معلوم ہوتے تھے۔

حضرت شیخؒ سے واقفیت مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور کے زمانہ قیام میں ۱۹۹۲ء سے ہوئی اور وہاں سے کئی مرتبہ ملاقات کے لیے سہارنپور حاضری بھی ہوئی، پھر حضرت شیخ سے تعلق ومحبت قائم ہوگئی اور حضرت شیخ بھی خصوصیت کا معاملہ کرنے

لگے، کئی مرتبہ اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور کھانے کے وقت میری طرف سے بے احتیاطی پر یہ بھی فرمایا کہ ''لقمہ لیتے وقت دوسرا ہاتھ نیچے کرلیا کرو، کہیں تم اتنے بڑے بزرگ ہو، جو میں تمہارا جھوٹا کھاؤں'' یہ حضرت شیخ کی شفقت ومحبت اور تربیت کی بات تھی، مگر جب راقم سطور شوال ۱۴۱۴ھ میں مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی میں گیا، وہاں سے خط وکتابت کی ضرورت پڑی، اس لیے پہلا خط حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں جو تحریر کیا، اس میں دعاء کی درخواست کی اور نصیحت طلب کی، جس پر حضرت شیخ کی طرف سے مندرجہ ذیل جواب آیا:

۱- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ پاک آپ کے علم وعمل میں برکت دیں، محنت ولگن کے ساتھ پڑھئے، اپنے اساتذہ کا ادب کیجئے، ان سے استفادہ کرتے رہئے۔ والسلام

۱۴۱۴/۱۲/۱۰ھ محمد یونس

اس کے بعد جب ششماہی امتحان کی چھٹی میں گھر آیا ہوا تھا، تو حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے شفقت فرمائی، اور نامہ سیاہ نے اپنی کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' پر حضرت شیخ سے کچھ کلمات دعائیہ لکھنے کی فرمائش کی، جو اس وقت تک چھپی نہیں تھی، حضرت شیخ نے ازراہ شفقت یہ کلمات تحریر فرمائے۔

۲- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والاخرین.

عزیزم مولوی محمد مسعود مظفری سلمہ نے اس رسالہ میں تجوید کے قواعد عام فہم اور آسان زبان میں جمع کئے ہیں، اللہ پاک ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے، ان کے علم میں برکت وترقی دے۔

والسلام

۲۸ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ محمد یونس

اس کے بعد رائے بریلی آکر پھر حضرت شیخ کو ایک خط تحریر کیا، جس میں اپنے ایک خواب کا ذکر کیا، جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی، یہ خواب حضرت شیخ کو تفصیل سے لکھا تھا اور اسکی تعبیر معلوم کرنا چاہی اور اپنے لیے دعا کی درخواست کی، جس پر حضرت شیخ کا یہ معزز اور مؤقر جواب شرف صدور لایا:

۳- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر دلالت کرتا ہے؛ لیکن آپ کو دفن کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی

اہم سنت چھوٹ رہی ہے، غور کریں اور سنتوں کا اہتمام کریں۔ والسلام

محمد یونس

۱۴۱۵/۴/۲۸ھ

پھر غالباً شعبان میں حضرت شیخ رائے بریلی تشریف لائے، وہاں بھی شیخ نے شفقت فرمائی اور اس نامہ سیاہ کو یاد رکھا اور کتاب ''مختصر تجوید القرآن'' کے متعلق دریافت فرمایا کہ تمہارے رسالہ کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ ابھی چھپا نہیں، پھر مدرسہ ضیاء العلوم کی مسجد میں دعاء و بیان کے بعد جب نکلنے لگے تو نامہ سیاہ جوتے لئے ہوئے تھا، فرمانے لگے ''او مغفل کہاں چلا گیا؟'' یہ کلمات حضرت شیخ کے مشفقانہ اور محبت آمیز ہیں، ان کے سننے میں بھی مزہ آتا ہے اور کوئی کہے تو برا لگتا ہے، مگر حضرت شیخ کے ڈاٹ کے کلمات بھی پرکشش ہوتے ہیں، اس کے بعد جب ۱۴۱۶ھ میں کتاب چھپ گئی اور حضرت کو پیش کی تو بہت داد دی اور خوش ہوئے اور بار بار فرمایا تو نے بہت اچھی ترتیب قائم کی، اس لئے کہ راقم نے کتاب میں سب سے پہلے حضرت مفکر اسلام کا مقدمہ لگایا تھا، پھر حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی کا، اس کے بعد حضرت شیخ کا، پھر دوسرے حضرات کا، اس لئے شیخ نے اس ترتیب کی تصویب فرمائی اور سراہا، اور دعائیں دیں۔

رمضان شریف میں رائے پور اپنے شیخ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب کو قرآن شریف سنا رہا تھا اور حضرت موصوف کے حالات زندگی بھی قلم بند کر رہا تھا، حضرت حافظ صاحب سے متعلق جہاں دوسرے معاصرین کو خطوط لکھے، حضرت شیخ کو بھی لکھا اور حضرت شیخ کی حضرت حافظ صاحب سے متعلق رائے معلوم کرنا چاہی، جس پر حضرت شیخ کا یہ مکتوب گرامی ملا:

۴۔ عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی کارڈ ملا، مجھے حافظ عبدالرشید صاحب کے متعلق صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خلفاء میں ہیں اور دھرادون کے دیہاتوں میں خدمت کرتے ہیں اور فائدہ ہو رہا ہے۔

والسلام

محمد یونس

۱۵/رمضان ۱۴۱۵ھ

پھر آئندہ سال ندوۃ العلماء لکھنؤ میں درجہ عالیہ ثانیہ میں مشکوۃ شریف پڑھنی تھی، میرے ذہن میں آیا کہ حضرت شیخ سے مشکوۃ شریف کا افتتاح کرایا جائے، چنانچہ نامہ سیاہ شروع شوال میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنی اس دلی خواہش کا اظہار کیا، حضرت شیخ نے شفقت فرمائی اور اپنی کتاب دی اور مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث پڑھا کر افتتاح فرمایا اور حدیث مسلسل بالاولیۃ کی اجازت مرحمت فرمائی اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

شوال ۱۴۱۵ھ میں راقم سطور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل ہوا، جب اسباق شروع ہو گئے

تو اپنی تعلیمی مشغولیات، اسباق اور کتابوں کی تفصیل حضرت شیخ کو لکھی اور دعاؤں کی درخواست کی اور علم نافع اور مقاصد میں کامیابی کی دعا کے لیے تحریر کیا، جس پر یہ شفقت نامہ آیا:

۵- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، خیریت معلوم ہوئی، اسباق کی تفصیل سے خوشی ہوئی، اللہ پاک علم نافع عطا فرمائے اور مقاصد حسنہ پورے کرے۔ والسلام

۱۴۱۵/۱۱/۲۶ھ محمد یونس

اس کے چند ماہ بعد ششماہی امتحان کی چھٹی میں جب وطن آیا ہوا تھا، تو ایک روز ۳۰؍ربیع الاول ۱۴۱۶ھ پیر کو حضرت شیخ کا مہمان ہوا اور حضرت شیخ کی قیام گاہ پر ہی ٹھہرا، رات میں وہیں اپنی زیر تصنیف کتاب ''بچوں کی تمرین التجوید'' مکمل ہوئی، جس پر صبح کو ناشتہ کے بعد حضرت شیخ سے کلمات دعائیہ لکھنے کی درخواست کی، حضرت شیخ نے بڑی محبت سے مندرجہ ذیل ارشادات عالیہ تحریر فرمائے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین:

بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرنے کی بڑی ضرورت ہے، اگر ابتداء میں کوئی کمی رہ جاتی ہے تو اس کا ازالہ بعض وقت دشوار ہوجاتا ہے۔

اس لیے عزیزی مولوی مسعود ندوی نے ایک مختصر رسالہ ''بچوں کی تمرین التجوید'' لکھا جس میں حروف شناسی اور تجوید کے ابتدائی اصول کو آسان طرز پر ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے، اللہ پاک قبول فرمائے اور عزیز موصوف کے علم میں ترقی دے۔

یکم ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ محمد یونس

اس کے چند ماہ بعد پھر حضرت شیخ کو خط لکھا، جس میں اپنے مطالعہ و مذاکرہ کے شوق کے بارے میں لکھا اور نصیحت طلب کی، نیز دعاؤں کی درخواست کی، جس پر حضرت شیخ کا یہ معزز نامہ موصول ہوا:

٦- عزیزم سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱- مطالعہ کا شوق مبارک، تکرار و مطالعہ سے کچھ نہ کچھ ذہن میں محفوظ ہوجاتا ہے۔

۲- نماز میں خشوع مطلوب ہے، جو کچھ پڑھیں اس کی طرف دھیان رکھیں۔

۳- آپ کے مقاصد حسنہ کی تکمیل کی دعا کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا (سید ابوالحسن علی ندوی) سے سلام مسنون کہہ دیں۔

والسلام

۱۴۱۶/۸/۹ھ محمد یونس

اس کے بعد بھی خط وکتابت ہوتی رہی، مگر میرے کاغذات میں یہی چند خطوط حضرت شیخ کے مل پائے جن کو تحریر کیا گیا، باقی حضرت شیخ کی توجہات اوران کی شفقتیں دن بدن بڑھتی گئیں اوراس نامہ سیاہ کا بھی یہ عالم ہوگیا کہ یا تو مفکراسلام حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر طبیعت لگتی یا پھر حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں، حضرت مفکراسلام کے انتقال کے بعد بس حضرت شیخ سے ہی دل بستگی رہی، یا پھر ۲۰۰۰ء میں جب راقم سطور پاکستان گیا تو لاہور میں حضرت سیدانورشاہ نفیس حسینی (خلیفہ حضرت رائے پوریؒ) کی خدمت میں بیٹھ کروہ لذت محسوس ہوئی اورانہوں نے بھی ملاقات پر برجستہ فرمایا کہ آپ میں سے رائے پوراوررائے بریلی کی خوشبوآرہی ہے، جس پر مجھے بھی بے حد خوشی ہوئی، غرضیکہ حضرت شیخ سے جب بھی ملاقات ہوتی اور حضرت مفکراسلام کا تذکرہ ہوتا تو حضرت شیخ کی طبیعت کھل جاتی اور پھر حضرت مفکراسلام کا تذکرہ جمیل طویل تر ہوجاتا اور حضرت شیخ کو بھرپور لطف آتا۔

راقم آثم نے جب ۱۹۹۸ء حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کے ایماء پر ''سیرت حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی'' تحریر کی، تو اس کتاب کا مسودہ اوراس کی فہرست حضرت شیخ کی خدمت میں پیش کی، جس میں بعض جگہ حضرت شیخ نے ترمیم بھی کی، جب راقم نے عربی میں ''ریاض البیان فی تجوید القرآن'' لکھی تو حضرت شیخ نے اس کی تمہید دیکھ کر فرمایا کہ اس میں تسلسل نہیں اور رہنمائی فرمائی۔

❁❁❁❁❁ ——— ❁❁❁❁❁

ایک مرتبہ بعض علماء کے ساتھ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو مجھ کوانگور دئے اور فرمایا چل اپنے ساتھیوں کو بھی کھلا، ایک مرتبہ شیخ کے پاس حاضر ہوا اور ہدیہ میں ایک ہزار کی رقم دینا چاہی، تو فرمایا کہ یہ تو زیادہ ہے، میں نے اطمینان دلایا، پھر قبول فرمالئے، ایک مرتبہ صبح کے وقت پہنچا، دولوگ پہلے سے بیٹھے تھے، شیخ فرمانے لگے بھائی قرآن پڑھا کرو، پھر ہرایک سے معلوم کرنے لگے کہ کتنا قرآن پڑھتے ہو، جب میرا نمبرآیا تو مجھ پرآکر رک گئے اور فرمانے لگے ''مسعود! میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ تو قرآن نہیں پڑھتا اور کئی مرتبہ فرمایا'' اور بات بھی صحیح تھی، اس زمانے میں راقم روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کررہا تھا۔

❁❁❁❁❁ ——— ❁❁❁❁❁

ایک مرتبہ راقم لکھنؤ سے آیا، حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لکھنؤ سے کسی کا سلام پہنچایا کہ فلاں صاحب نے سلام عرض کیا، شیخ نے از راہ ظرافت فرمایا کہ یہ اختصار مسلم کی طرف سے ہے یا مبلغ کی طرف سے؟ غرضیکہ حضرت شیخ کی بہت سی بے تکلفی اور محبت کی باتیں ہیں جو یادآئیں تحریر کردی، بعض تحریر کے لائق نہیں، مگر ادھر چند سالوں سے جب سے راقم نے

ادارہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا، اس کی مشغولیات اور اپنی کاہلی کی وجہ سے حضرت شیخ سے ملاقات اور ان کی خدمت میں حاضری میں کوتاہی واقع ہوگئی، اگرچہ کئی مرتبہ جانا بھی ہوا، بعض مرتبہ ملاقات ہوئی، بعض مرتبہ نہیں ہوئی، ایک مرتبہ رمضان ۱۴۳۲ ہجری میں کئی بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا، ایک روز رات میں حضرت شیخ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا، عید کے بعد ماہنامہ ''نقوش اسلام'' میں ''رمضان کے مقدس ایام میں بزرگان دین کی خدمت میں حاضری'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا، جو ماہنامہ نقوش اسلام کے شمارہ ۷/۸، جلد نمبر ۶/ بابت ستمبر/ اکتوبر ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا، اس میں شیخ سے ملاقات کا بھی تذکرہ ہے، جو یہاں نقل کیا جارہا ہے:

''راقم نے تراویح کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا یونس صاحب سے ملاقات کرنا چاہی، چنانچہ حضرت کی قیام گاہ پر پہنچا، حضرت شیخ بھی تراویح سے اسی وقت فارغ ہوئے تھے مجلس میں درود وسلام پڑھا جارہا تھا، اس میں شرکت ہوئی، اس کے بعد حضرت شیخ نے دعا کرائی، حضرت شیخ کے پاس بھی تقریباً ۱۰۰/ سے قریب علماء ٹھہرے ہوئے تھے، جو ہندوستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے، حضرت شیخ سے ملاقات ہوئی، مصافحہ ہوا، حضرت شیخ کو کچھ ہدیہ دینا چاہا تو فرمانے لگے کہ بھائی میں شکی آدمی ہوں، مجھے مدرسہ والوں سے ہدیہ لیتے ہوئے ڈرلگتا ہے، ناکارہ نے وضاحت کی کہ یہ میں اپنی ذاتی رقم میں سے دے رہا ہوں، اس کا مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں، اس کے بعد دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو زیادہ ہے، راقم نے عرض کیا کوئی زیادہ نہیں، حقیر سا ہدیہ ہے، تو قبول فرمالیا، اس کے بعد دعا کی درخواست کرکے اور مصافحہ کرکے رخصت ہوگیا۔

حضرت شیخ کافی معذور ہوگئے تھے، اپنی قیام گاہ پر ہی نماز پڑھتے ہیں، اللہ تعالی نے حضرت کو حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کا سچا جانشین بنایا تھا، اللہ نے حضرت کو جو علم، روحانیت عطا کی ہے، اس کی بنا پر ہمارے بعض بزرگوں کا تو یہ کہنا ہے کہ سارے علماء دیوبند کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور حضرت شیخ کو دوسرے پلڑے میں تو حضرت مولانا محمد یونس صاحب کا پلڑا ہی بھاری رہے گا (واللہ اعلم) ناکارہ کے اوپر حضرت شیخ کی خاص توجہ وشفقت تھی، اس لئے حضرت شیخ کے حالات پر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کی خصوصی اشاعت کا پروگرام بنایا، اور حضرت شیخ کو ادنی سا خراج عقیدت پیش کرنے کی ایک ادنی سی کوشش کی، چنانچہ یہ شمارہ حضرت شیخ کے حالات پر خصوصی نمبر ہے، اللہ تعالی حضرت شیخ کے درجات کو بلند فرمائے، اپنے اعلی علیین میں مقام رفیع نصیب فرمائے۔